سوال

میں نے طلاق میں سرجی حیلہ کے بارہ میں سنا ہے ،مجھے یہ بتائیں کہ یہ حیلہ کیا ہے ، اور آئمہ کرام میں سے کسی امام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے ، اور دورود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر ، بعد ازاں :

مسئلہ سرجیہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو طلاق کے مسائل عصور متقدمہ میں سب سے زیادہ اختلاف والا ہے ، حتی کہ اس میں مستقل کئی کتابیں بھی لکھی گئیں ، اور اس کے بارہ میں لمبے مناقشے بھی ہوئے ، یہاں ہم اس کے بارہ میں مختصر طور پر کچھ بیان کرتے ہیں :

اول : مسئلہ کی صورت :

آدمی اپنی بیوی کو کہے : میں نے تجھے طلاق دی تو تم اس سے قبل ہی تین طلاق والی "

اگر اسے طلاق دے تو اس کا حکم کیا ہوگا ؟

کیا اسے وہ طلاق واقع ہوگی جو اسے دی گئی ہے یا کہ وہ تین طلاق واقع ہونگی جو معلق کی گئی ہیں ؟ یا کوئی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی ؟

دوم :

اس کی وجہ تسمیہ :

اسے سرجیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ امام فقیہ شیخ الاسلام ابو العباس احمد بن عمر بن سریج القاضی الشافعی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ، یہ شافعیہ کے بغداد میں فقیہ تھے اور (306) ہجری میں فوت ہوئے ، یہ امام شافعی کے اصحاب کے اصحاب کے طبقہ میں شامل ہوتے ہیں ، اور بعض علماء نے انہیں چوتھی صدی کے مجددین میں شامل کیا ہے

دیکھیں : سیر اعلام النبلاء (201/14).

اسے ان کی جانب منسوب کرنے کا سبب یہ ہے کہ امام سرجی نے ہی سب سے پہلے فتوی دیا تھا کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوتی ، تفصیل آگے بیان ہوگی

سوم :

مسئلہ کی اہمیت :

مسئلہ سرجیہ طلاق کے اہم اور خطرناک مسائل میں شامل ہوتا ہے کیونکہ اس عبارت سے طلاق واقع نہ ہونے کا قول کہنے سے طلاق کا باب بالکل بند ہونا لازم آتا ہے ، اور یہ عبارت کہنے والا ازدواجی ارتباط سے چھٹکارا ہی نہیں پاسکتا ، اور شریعت اسلامیہ میں یہ عظیم معاملہ ہے ، کیونکہ طلاق (اگرچہ بعض افراد اس کا غلط استعمال کرتے ہیں) ہی بعض حالات میں مقبول حل باقی رہ جاتا ہے ، جیسا کہ ایک قول ہے : آگ سے رگ کو داغنا آخری علاج ہے

اس لیے جب طلاق کا باب ہی بند کر دیا جائے تو یہ عیسائیوں کے بعض فرقوں کے مشابہ ہو جائیگا کہ ان کے ہاں طلاق دینا مطلقا منع ہے، اور ساری فقہ اسلامی میں اس کی کوئی مثال اور نظیر نہیں ملتی

چہارم :

اس مسئلہ کا حکم :

اس میں علماء کے دو قول ہیں :

پہلا قول :

اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نہ تو وہ جو اسی وقت دی گئی ہو اور نہ ہی معلق کردہ طلاق (یعنی تین طلاق) ابن سریج شافعی جن کی طرف یہ مسئلہ منسوب ہے کا یہی اختیار ہے، اگرچہ بعض علماء نے ان سے اس قول کی نفی کی ہے، اور بہت سارے شافعی فقہاء نے اس میں متابعت کی ہے، بلکہ بعض نے تو فتح القدیر میں اسے اکثر احناف کی طرف منسوب کیا ہے، اور صاحب " مجمع الانھر (414/1) نے اسے " المبسوط " سے نقل کیا ہے اور جس نے اس کے علاوہ کہا اس کا انکار کیا ہے

اس کی دلیل یہ ہے کہ : اگر تجھے طلاق کہنے پر فوری طلاق واقع ہو جائے تو پھر معلق کے حکم سے معلق کردہ اس سے پہلے واقع ہو جائیگی، اور اگر معلق کردہ تین طلاق واقع ہو جائیں تو پھر فوری طور پر دی گئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیونکہ جب اسے تین طلاق ہو گئیں تو پھر بعد میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ کیونکہ وہ عورت تو اس کے نکاح سے نکل کر بائن ہو چکی ہے

ان کا کہنا ہے : اسے " منطقیوں کی اصطلاح میں " دور " کا نام دیا جاتا ہے، جو اس عبارت کے کہنے والے کی سب طلاق کے حکم کو ختم کر کر رکھ دیتی ہے

دوسرا قول :

طلاق واقع ہو جائیگی، اور اس " دور " کو صحیح دور شمار نہیں کیا جائیگا، جمہور اہل علم احناف شافعیہ اور حنابلہ کا یہی قول ہے، لیکن ان میں واقع شدہ طلاق کی تعداد میں اختلاف ہے اور بعض نے تو پہلے قول پر بہت شدید انکار کیا ہے، اور اس کے عدم جواز اور اس کے فیصلہ نہ کرنے کا فتوی دیا ہے، مثلا عز بن عبد السلام وغیرہ نے

جیسا کہ حاشیہ ردالمختار (229/3-230) اور البحر الرائق (255/3) اور شرح مختصر خلیل للخرشی (52/1) اور تحفۃ المحتاج (114/8-115) اور اقناع فی حل الفاظ ابی شجاع للشربینی (109/2) اور المغنی (332/7) اور کشاف القناع (298/5) میں ہے

ابن قدامہ رحمہ اللہ " المغنی " میں طلاق واقع ہونے کا استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں :

" کیونکہ طلاق مکلف اور اختیار والے شخص کی جانب سے صحیح نکاح میں ہوتی ہے، اس لیے اس کا واقع ہونا ضروری ہے بالکل اسی طرح جیسے یہ صفت نہ بنائی جائے، اور اس لیے بھی عمومی نصوص وقوع طلاق کا تقاضا کرتی ہیں مثلا اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور پھر اگر اس کو تیسری بار طلاق دے دی تو اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے البقرۃ (230).

اور دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے :

اور طلاق والی عورتیں تین حیض انتظار کریں.

اوراسی طرح باقی سب نصوص بھی

اوراس لیے بھی کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے طلاق مصلحت کی خاطر مشروع کی ہے، جو طلاق کے ساتھ ہی متعلق ہے، اورانہوں نے جو بالکل ہی طلاق کی ممانعت کردی ہے وہ اس کی مشروعیت کو باطل کردیتی ہے، اس طرح اس کی مصلحت بھی فوت ہوجائیگی، چنانچہ صرف رائے اور تحکم کی بنا پر ایسا کرنا جائز نہیں " انتہی

دیکھیں: المغنی (332/7).

رہا پہلے قول کا شبہ تو اس کے کئی ایک طویل جوابات ہیں، ان میں سب سے ظاہر اور آسان وہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دیا ہے وہ کہتے ہیں:

" جس " دور " کا انہوں نے گمان کیا ہے وہ باطل ہے، ان کا گمان ہے کہ جب اس وقت دی گئی طلاق واقع ہوجائیگی تو معلق کردہ بھی واقع ہوجائیگی، یہ تو اس وقت واقع ہوگی جب یہ معلق کردہ صحیح ہو، حالانکہ یہ تعلیق یعنی معلق کردہ ہی باطل ہے؛ کیونکہ یہ ایسی چیز پر مشتمل ہے جو شریعت میں محال ہے، وہ یہ کہ پہلے سے تین طلاق کے بعد طلاق کا وقوع کیونکہ یہ شریعت میں محال ہے، اور مسئلہ سریجیہ شریعت میں اس محال چیز کو ضمن میں لیے ہوئے ہے، چنانچہ یہ باطل ہوگا

اوراگر اس نے یہ اعتقاد رکھتے ہوئے طلاق کی قسم اٹھائی کہ وہ اس سے حانث نہیں ہوگا، یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی پھر بعد میں اسے واضح ہوا کہ یہ جائز نہیں تو وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھے اور جو کچھ ہوا ہے اس میں طلاق نہیں ہوئی اور مستقبل میں وہ اس سے توبہ کرے

حاصل یہ ہوا کہ اگر خاوند بیوی کو کہے: اگر میں نے تجھے طلاق دی تو تم اس سے قبل تین طلاق والی ہو، اور اسے طلاق دے دی تو راجح قول کے مطابق دی گئی طلاق واقع ہوجائیگی، اور معلق کردہ واقع نہیں ہوگی؛ کیونکہ اگر معلق کردہ واقع ہو تو یہ تین طلاق ہیں اس لیے دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ یہ طلاق کی تعداد سے ہی زائد ہے " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الکبری (3/137-138).

یہی قول راجح ہے جس کا فتوی بھی دینا چاہیے اور عمل بھی اس پر کیا جائے، اور اس مسئلہ میں جو وسعت اور تفصیل معلوم کرنا چاہے وہ درج ذیل کتب کا مطالعہ کرے اس میں تفصیلی بحث کی گئی ہے:

اعلام الموقعین (1/251-256) فتاوی السبکی (2/298–303–313-314) الفتاوی الفقھیۃ الکبری (4/180-197) الاشباہ والنظائر (380-381) وغیرہ

والله اعلم.

الاسلام سوال وجواب

108714